وہائٹ ہاؤس
پریس سکریٹری کے دفتر سے

---

فوری اجرا کے لیئے — 8 نومبر ، 2010

## بھارتی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے
## صدر کا خطاب

پارلیمنٹ ہاؤس
نئی دہلی، بھارت

5.40 بجے شام، انڈین اسٹینڈرڈ ٹائم

صدر: مسٹر وائس پریذیڈنٹ، میڈم سپیکر، مسٹر پرائم منسٹر، لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ارکان۔ اور سب سے اہم ہندوستان کے عوام۔

میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک ارب سے زیادہ ہندوستانیوں اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے نمائندوں کو خطاب کرنے کا اعزاز بخشا۔(تالیاں) میں آپ کےلئے دنیا کی سب سے قدیم جمہوریت ، ریاستہائے متّحدہ امریکہ کی طرف سے جس میں کم و بیش تیس لاکھ ہندوستانی امریکی شامل ہیں، خیر سگالی اور دوستی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ (تالیاں)

پچھلے تین روز کے دوران میری اہلیہ مِشیل اور میں نے ہندوستان اور اس کے لوگوں کے مختلف پہلوؤں کا مشاہدہ کیا ہے ۔ ہُمایوں کے عظیم الشان مقبرے سے لے کر اُن ترقی یافتہ ٹیکنالوجیوں تک جن سے کاشت کاروں کو اور اس ملک کی خواتین کو جو ہندوستانی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈّی کا درجہ رکھتی ہیں، توانائی مل رہی ہے ۔ بچوں کے ساتھ دیوالی کے تہوار کی تقریبات سے لے کر اُن جدت طرازوں تک جو ہندوستان کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں،یونیورسٹیوں کے طلبہ سے لے کر، جو ہندوستان کے مستقبل کے معمار ہیں آپ لیڈران کرام تک، جن کے سر ہندوستان کو اس غیر معمولی بُلندی تک پُہچانے کا سہرا جاتا ہے۔

ہر قدم پر ہمارا اس گرم جوشی سے استقبال کیا گیا، جس کے لئے ہندوستانی ہمیشہ سے مشہور ہیں ۔ تو آپ کو اور ہندوستان کے لوگوں کو، میری اور مِشیل کی طرف سے اور امریکی عوام کی طرف سے میری دِل کی گہرائیوں سے شکریہ قبول کیجئے۔ (تالیاں)۔ بُہت دھنیے باد (تالیاں)

ہندوستان کے دورے پر آنے والا میں پہلا امریکی صدر نہیں ہوں۔اور نہ ہی میں آخری ہوں گا ،البتہ مجھے اس پر فخر ہے کہ میں اپنی صدارت کے اتنے ابتدائی مراحل میں ہندوستان کا دورہ کر رہا ہوں۔ اور یہ کوئی اتّفاقی امر نہیں ہے کہ ایشیا کے اس دورے میں میرا پہلا اسٹاپ ہندوستان ہےیا یہ کہ جب سے میں نے صدارت کی باگ ڈور سنبھالی ہے، یہ

میرا کسی ملک کا طویل ترین دورہ ہے۔ (تالیاں) اس کی وجہ یہ ہے کہ ایشیا اور دُنیا بھر میں ہندوستان محض اُبھر نہیں رہا بلکہ ہندوستان تو اُبھر چکاہے ۔ (تالیاں)

اور مجھے پختہ یقین ہے کہ امریکہ اور ہندوستان کے مابین تعلقات ، جو مشترک مفادات اور مشترک اقدار کی وجہ سے ایک دوسرے سےبندھے ہوئے ہیں، اکیسویں صدی کی مثالی شراکت داریوں میں سے ایک ہونگےیہ وُہ شراکت داری ہے جس کو تعمیر کرنے کے لیئے میں یہاں آیا ہوں۔یہ وہ تصور ہے جسے ہماری ملک مل جل کر عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔

ہما را جو مشترک مستقبل ہے اس پر میرے یقین کی بنیاد ہندوستان کے قیمتی ماضی کے لئے میرا احترام ہے۔۔ایک ایسی تہذیب جو ہزار ہا برس تک اس دنیا کو بناتی رہی ہے۔ ہندوستانیوں نےانسانی جسم کے رازہائے سر بستہ اور اس کائنات کی بے پایاں وسعتوں کی گتھیوں کو کھول کر رکھ دیا۔اور یہ کہنا مبا لغہ نہ ہوگا،کہ ہماری انفارمیشن ایج ہندوستان کی ایجاد و اختراع کی رہین منت ہے ۔ ان جدت طرازیوں میں صفر کا ہندسہ بھی شامل ہے۔ (تالیاں)

بلا شبہ ہندوستان نے نہ صرف ہمارے ذہن کھول دئے ، بلکہ اس نے ہمارے اخلاقی تصوّرات کو بھی مذہبی تحریروں سے وسعت دی، جو آج بھی معتقدوں کو متانت اور ضبط کی زندگی گذارنے کا درس دیتی ہیں۔اُن شاعروںسے، جنہوں نے ایک ایسے مستقبل کا تصوّر پیش کیا ، جہاں آپ کا ذہن خوف سے آزاد ہے اور سر فخر سے بُلند۔(تالیاں) اور پھر وُہ شخص جس کا محبّت اور انصاف کا پیغام قائم و دائم ہے۔ آپ کا بابائے قوم ، مہاتما گاندھی ۔ (تالیاں)

میرے اور مِشیل کےلئے اس دورے کی خاص اہمیّت ہے۔آپ دیکھئے کہ میری تمام عُمر کے دوران، جس میں ایک نو جوان کی حیثیت سے شہر وں میں رہنے والے غریبوں کیلئے میری کاوش شامل ہے،میں نے گاندھی جی کی زندگی سے ہمیشہ سبق حاصل کیا ہےاور اُن کے اِس سیدھے سادےلیکن گہرے سبق سے بھی ، کہ ہم دنیا میں جو تبدیلی چاہتے ہیں، اُس کا خود نمونہ بنیں۔(تالیاں) اور جس طرح انہوں نے ہندوستانیوں کو اپنی قسمت بدلنے کی تلقین کی، انہُوں نے میرے اپنے ملک کے آزادی کے متوالوں کو بھی اسی طرح متاثر کیا۔ان میں مارٹن لُوتھر کنگ نامی ایک نوجوان مبلّغ شامل ہے۔نصف صدی قبل ہندوستان کی یاترا کرنےکے بعد ڈاکٹر کنگ نے گاندھی کے عدم تشدّد کے فلسفے کے بارے میں کہا تھا کہ انصاف اور ترقی کی جدّو جہد کے لئے یہ واحد منطقی اور اخلاقی طریقہ ہے (تالیاں)

چنانچہ یہ ہمارے لئے عزّت کی بات تھی کہ ہم منی بھون نامی اُس گھر میں گئے، جہاں گاندھی اور کنگ دونوں نے قیام کیا تھا۔ اور راج گھاٹ جا کر بھی ہم نے عقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔ اور مُجھے اس کا احساس ہے کہ امریکہ کے صدر کی حیثیت سے جومیں آپ کے سامنے کھڑا ہوں، یہ ممکن نہ ہوتا، اگر گاندھی نہ ہوتے اور اُن کا دنیا کے نام وہ پیغام نہ ہوتا،جس نے امریکہ اور دنیا بھر کو ایک ولولے سے سرشار کیا۔(تالیاں)

سائنس اور ایجاد و اختراع کی ایک پُرانی تہذیب،انسانی ارتقاء میں بنیادی اعتقاد، یہ ہے وُہ مضبوط بنیاد جس پر آپ نے اُس آدھی رات کو تعمیر و ترقی کا کام شروع کیا جب ایک آزاد اور خود مختار ہندوستان پر ترنگا جھنڈا لہرایا تھا۔ ( تالیاں) اور مین میخ نکالنے والے ان لوگوں کے باوجود، جو کہتے تھے کہ یہ ملک حد سے زیادہ غریب ہے، یا بہت وسیع ہے، یا بھانت بھانت کے لوگوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ ترقی کر ہی نہیں سکتا،آپ لوگوں نے

زبردست مشکلات پر قابُو پالیا اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن گئے۔

بھوک کے چنگل میں جانے کے بجائے آپ نے سبز انقلاب برپا کر دیا جس نے کروڑوں لوگوں کوخوراک فراہم کی۔اشیاء اور برآمدات کے دست نِگر ہونے کے بجائےآپ نے سائنس اور ٹکنالوجی پر اور اپنے سب سے بڑے وسیلے یعنی اپنے عوام پرسرمایہ لگایا۔اور ساری دنیا نے اس کے نتائج دیکھ لئے، جو ایک طرف آپ کے بنائے ہوئے سپر کمپیوٹر ہیں اور دوسری طرف وُہ ہندوستانی پرچم ہے جو آپ نے چاند پر گاڑا ہے۔

عالمی معیشت کی مزاحمت کرنے کے بجائے آپ اس کا ایک انجن بن گئے، آپ نے لائسنسنگ کے راج میں اصلاح کی، اور ایک ایسااقتصادی معجزہ برپا کر دیا جس نے کروڑوں لوگوں کو غُربت کے چنگل سے نکالا اور دنیا کا سب سےبڑا متّوسّط طبقہ قائم کیا۔

پھُوٹ کا شکار ہونے کے بجائےآپ نے دکھا دیا ہے کہ ہندوستان کی طاقت کا راز بلکہ ہندوستان کا تصور ہی یہ ہے کہ اُس نے اپنے اندر تمام رنگ، تمام ذاتیں اور تمام عقائد سمو لئے ہیں۔(تالیاں)۔ اِس ایوان میں اس وقت اس تنوّع کی پوری نمائندگی موجود ہے۔ یہ عقائد کا وُہ تنوّع ہے جس کا جشن ایک صدی قبل میرے آبائی شہر شکاگو کے دورے پر آئے ہوئے ایک سیاح نے منایا تھامیری مُراد معرُوف سوامی ویویکا نندا سے ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ تقدّس، صفاپن، اور خیرات دنیا کے کسی واحد کلیسا کی میراث نہیں ہے ، بلکہ ہر نِظام نے نہایت ہی بلند پایہ اخلاق والے مردوں اور عورتوں کو تخلیق کیا ہے۔

اور بجائے اس گمراہ کُن خیال سے دھوکہ کھانے کے کہ دوسروں کی آزادی سلب کر کے ہی ترقی کی جا سکتی ہے، آپ نے ایسے ادارے تعمیر کئے ہیں،جن پر صحیح جمہوریت کا انحصار ہےیعنی آزادانہ اور منصفانہ انتخابات، جن کی بدولت شہریوں کیلئے ہتھیاروں کا سہارا لئے بغیر اپنے لیڈروں کا انتخاب کرنا ممکن ہو جاتا ہے(تالیاں)۔ایک خودمختار عدلیہ اور قانون کی بالا دستی، جس کی بدولت شہریوں کیلئے اپنی شکایات کا ازالہ کرنا ممکن ہو جاتا ہے، ایک جاندار پریس ممکن ہو جاتا ہے اور ایک جاندار سول معاشرہ، جس میں ہر فرد بشر کی بات سُنی جاتی ہے۔ ہندوستان اس سال ایک مضبوط اورجمہوری آئین کے ساٹھ برس پورے کرے گا۔اور اس سے جو واضح سبق ملتا ہےوُہ یہ نہیں ہے کہ ہندوستان نے باوجود جمہوریت کے کامیابی حاصل کی ہے، بلکہ جمہوریت کی بدولت کامیابی حاصل کی ہے۔ (تالیاں)

سو جیسے ہندوستان بدل گیا ہے ، اُسی طرح ہمارے دو ملکوں کے درمیان تعلّقات بدل گئے ہیں۔آ زادی کے فوراً بعد کے عشروں میں ہندوستان نےاپنے مفادات کو غیر وابستہ ممالک کے ایک باوقار لیڈر کی حیثیت سے آگے بڑھایا۔ لیکن اکثر و بیشتر دیکھا گیا کہ امریکہ اور ہندوستان شمال اور جنوب کی تقسیم میں ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہوتے۔اورسرد جنگ کے طویل دور کی وجہ سے ایک دوسرے سے بیگانہ۔وُہ دور اب گذر گیا ہے۔

یہاں ہندوستان میں یکے بعد دیگرے دو حکومتوں نے، جن کی قیادت دو مختلف جماعتوں کے ہاتھوں میں تھی،جانچ لیا کہ امریکہ کے ساتھ دوستی کرنا ایک قدرتی امر بھی ہے اور ضروری بھی۔اور امریکہ میں بھی میرے دونوں پیش رؤں نے جن میں سے ا یک ڈیموکریٹ تھے اور ایک ری پبلکن، ہمیں ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئیے کام کیا،جس کے نتیجے میں تجارت کو فروغ ملا اور تاریخی سوِل جوہری معاہدہ طے پایا۔

چنانچہ اُس وقت سے ہمارے دونوں ملکوں کے عوام پُوچھ رہے ہیں کہ اب آگے کیا کرنا

ہے۔ہم اس پیش رفت کو کیونکر آگے بڑھا سکتے ہیں، اور اس شراکت داری سے کس طرح پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اپنی تقریر میں آج میں اسی پر بات کروں گا،یعنی اس ایک دوسرے جُڑی ہوئی دنیا سے امریکہ کس قسم کے مستقبل کا خواہاں ہے اور میں کس بنا پر یہ سمجھتا ہوں، کہ ہندوستان اس تصوّر کا ایک ناگزیر حصّہ ہے۔ ہم کیونکر صحیح معنوں میں ایک عالمی شراکت داری ْقائم کر سکتے ہیں، ایک یا دو شعبُوں میں نہیں بلکہ بہت سے شعبوں میں، نہ صرف اپنے باہمی فائدے کے لئے بلکہ ساری دنیا کے فائدے کیلئے۔

ظاہر ہے کہ ہندوستانی ہی یہ طے کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کے قومی مفادات کیا ہیں اور عالمی سطح پر انہیں کیونکر آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ لیکن آج میں آپ کے سامنے اس لئے کھڑا ہوں اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ امریکہ کے مفادات کو اور اُن مفادات کوجو ہمارے اور ہندوستان کے درمیان مشترک ہیں،شراکت داری کے ذریعے ہی آگے بڑھایا جا سکتا۔ اس کا مجھے یقین ہے۔ (تالیاں)

امریکہ سیکیورٹی کا متلاشی ہے۔ہمارے ملک کی سلامتی، ہمارے اتّحادیوں اور شراکت داروں کی سلامتی۔ہم خوشحالی کی تلاش میں ہیں،ایک کھلے بین الاقوامی اقتصادی نظام میں ایک مضبوط اور پھلتی پُھولتی معیشت چاہتے ہیں۔ہم بین ا لاقوامی اقدار کے لئےاحترام چاہتے ہیں، اور ہم ایک منصفانہ اور دیرپا بین لاقوا ی نظام کے متلاشی ہیں،جو مضبوط تر عالمی تعاون کے ذریعے عالمی چیلنجوں کا مقابلہ کر ے۔

ان مفادات کو آگے بڑھانے کے لئے میں نے امریکہ کودنیا کے ساتھ ایک جامع لین دین کے لئے تیار کیا ہے جس کی بنیاد باہمی مفاد اور باہمی احترام پر ہو۔ اور اس نظام کا مرکزی ستُون ہوگا اکیسویں صدی کے بارسوخ مراکز کے ساتھ زیادہ قریبی تعاون قائم کرنا، اور لازمی طور پر اُن میں ہندوستان شامل ہے۔

ہندوستان دنیا کی واحد ابھرتی ہوئی طاقت نہیں ہے ۔لیکن ہمارے ملکوں کے درمیان تعلقات کی نو عیّت منفرد ہے،کیوں ہم دو مضبوط جمہوریتیں ہیں، جن کے آئین ایک ہی طرح کے انقلابی الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔-" ہم یعنی عوام"، ہم دو بڑی ریپبلکس ہیں جن کی وابستگی تمام لوگوں کیلئے آزادی، انصاف، اور مساوات سے ہے۔ اور ہم دو آزاد منڈی والی معیشتیں ہیں جہاں لوگوں کو نئے خیالات اور ایجاد و اختراع کی آزادی ہے ، جن کی بدولت دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہندوستان اور امریکہ ہمارے دور کےچیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ناگزیر شراکت دار ہیں۔

لہذا میں نے اپنا منصب سنبھالنے کے بعد سے اپنے دونوں ملکوں کے تعلقات کو ایک ترجیحی معاملہ بنا یا ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنے دورِصدارت کے اوّلین سرکاری دورے میں وزیراعظم سنگھ کا خیر مقدم کیا تھا۔ ہماری حکومتیں اُن تمام گونا گوں مسائل پر مل کر کام کررہی ہیں جن کا ہمیں سامنا ہے ۔ اب میں واضح ترین لفظوں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ نہ صرف ایک اُبھرتی ہوئی عالمی طاقت کی حیثیت سے ہندوستان کا خیر مقدم کرتا ہے، بلکہ ہم اس کی بھر پور حمایت کرتے ہیں اور ہم نے اسے حقیقت کا رُوپ دینے کے لئے کام کیا ہے۔

ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بین الاقوامی اقتصادی تعاون کے لئے G20 کو ایک بنیادی فورم بنا دیا ہے۔ اس طرح عالمی اقتصادی فیصلے کرنے میں مزید آوازیں شامل ہو گئی ہیں اور ان میں ہندوستان بھی شامل ہے۔ ہم نے بین الاقوامی مالیاتی اداروں میں ہندوستان

جیسی اُبھرتی ہوئی معیشتوں کے عمل دخل میں اضافہ کیا ہے ۔ہم نے کوپن ہیگن میں ، جہا ں تمام بڑی بڑی معیشتوں نے آب و ہوا میں تبدیلیوں کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے اقدامات کے وعدے کئے تھے،ہندوستان کے اہم رول کی قدر کی تھی اور اُ ن اقدامات پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ہم اقوامِ متحدہ کی قیامِ امن کی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر مدد فراہم کرنے کی دیرینہ ہندوستانی روایت کو سلام کرتے ہیں۔اور اس وقت جبکہ ہندوستان اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل میں اپنی نشست سنبھالنے کی تیاری کررہا ہے ، ہم اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ (تالیاں)

مختصر یہ کہ اس وقت جبکہ ہندوستان دنیا میں اپنا وہ مقام حاصل کررہا ہےجس کا وہ حقدار ہے، ہمیں اس بات کا ایک تاریخی موقع ملا ہے کہ ہم اپنے دونوں ملکوں کے تعلقات کو اگلی صدی کی شراکت داری کی ایک پہچان بنادیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہم تین اہم شعبوں میں مل کر کام کرتے ہوئے ایسا کرسکتے ہیں ۔

اوّل، ہم عالمی شراکت داروں کی حیثیت سے اپنے اپنے ملکوں میں خوشحالی کو فروغ دے سکتے ہیں۔ ہم مستقبل کے لئے مل کر اعلیٰ ٹیکنالوجی اور بلند معاوضوں کے حامل روزگار کے مواقع پیدا کرسکتے ہیں ۔ میرے اس دورے کے ساتھ ہی اب ہم اپنے غیر فوجی جوہری سمجھوتے پر عمل درآمد شروع کرنے کے لئے تیار ہیں۔اس سے ہندوستان کی توانائی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مدد ملے گی،اور ہمارے دونوں ملکوں میں روز گار کے ہزاروں مواقع پیدا ہوں گے۔

ہمیں دفاع اور غیر فوجی خلائی منصوبوں جیسے اعلیٰ ٹیکنالوجی کے شعبوں میں شراکت داری قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہم نے ہندوستانی اداروں کو اپنی اُس فہرست سے خارج کردیا ہے جسے "اینٹٹی لِسٹ " کہا جاتا ہے۔اور ہم برآمدات پر عائد اپنے کنٹرول کو ختم کردیں گے اور ضوابط کی اصلاح کریں گے۔یہ دونوں اقدامات اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ امریکہ کے ساتھ اعلیٰ ٹیکنالوجی کے لین دین اور تجارت کی خواہاں ہندوستانی کمپنیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ہم اپنے قریب ترین اتحادیوں اور شراکت داروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ (تالیاں)

ہم ماحول دوست وسائلِ روزگار پیدا کرنے، زیادہ صاف اور مناسب قیمت کی توانائی تک ہندوستان کی رسائی میں اضافہ کرنے ، اُن وعدوں کو پورا کرنے کے لئے جو ہم نے کوپن ہیگن میں کئے تھے اور فضا میں کاربن گیسوں کے کم تر اخراج کے ساتھ ساتھ اقتصادی ترقی کا مظاہرہ کرنے کے لئےمشترکہ ریسرچ اور منصوبوں کی تیاری پر کام کرسکتے ہیں۔

اور ہم مل کر تجارت میں اُ س تحفظ پسندی کی مزاحمت کرسکتے ہیں، جو اقتصادی افزائش اور اختراعات کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔امریکہ کا شمار اب تک دنیا کی سب سے زیادہ کھلی معیشتوں میں ہوتا ہے اور وہ بدستور ایسا ہی رہے گا۔اور اسی طرح ہندوستان بھی منڈیاں کھول کر اور بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو کم کرکے اپنے بھر پور اقتصادی مواقع سے بہر ہ مند ہو سکتا ہے۔G20 کے ساتھیوں کی حیثیت سے ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ عالمی اقتصادی بحالی مستحکم اور دیر پا ہو۔ہم ضروری مفاہمتیں کرنے کےحوصلے کے ساتھ دوہا مذاکرات کے ایک ایسے دور کے لئے کوششیں جاری رکھ سکتے ہیں جو بلند مقاصد کا حامل ہو اور متوازن ہو۔ تاکہ عالمی تجارت تمام معیشتوں کے لئے کار گر ہو۔

ہم مل کر زراعت کو مستحکم کرسکتے ہیں۔ہندوستانی اور امریکی ماہرین اور سائنس دانوں کے درمیان تعاون نے سبز انقلاب کو جنم دیا تھا۔ہندوستان کاشتکاروں کو با اختیار بنانے کے لئے ٹیکنالوجی کے استعمال میں ایک لیڈر ہے۔ اُسی قسم کے کاشت کار جن سے میں کل مِلا تھا، جو اپنے سَیل فون پر مارکیٹ اور موسمی حالات سے متعلق تازہ ترین اطلاعات مفت حاصل کرتے ہیں۔ اور امریکہ زرعی پیداواری صلاحیت اور ریسرچ میں ایک لیڈر ہے۔اب جبکہ کسانوں اور دیہی علاقوں کو آب وہوا میں تبدیلیوں کے اثرات اور خشک سالی کا سامنا ہے، ہم ایک دوسرا، زیادہ دیر پا اور سدا بہار انقلاب لانے کے لئے مل کر کام کرسکتے ہیں۔

ہم برسات کے اگلے موسم سے پہلے ہندوستان کے موسمی پیش گوئی کے نظاموں کو مل کربہتر بنا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد، کاشتکار خاندانوں کی جانب سے پانی کے استعمال میں کفایت، اُن کی پیداواری صلاحیت میں اضافے اور اجناسِ خوراک کی پراسسنگ کو بہتر بناتے ہوئے، تاکہ زرعی پیدا وار مارکیٹ تک پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں ضائع نہ ہو جائے،اور اُن نقصانات سے بچنے کے لئے جو لو گوں کو مفلوج کردیتے ہیں اور جن کے باعث اجناسِ خوراک کی قیمتیں اوپر چلی جاتی ہیں ، کروڑوں ہندوستانی کسانوں کی مدد کرنا ہے ۔

اور ہمارے اجناسِ خوراک کی سلامتی کے منصوبے کے ایک حصّے کے طور پر ہم افریقہ میں کاشتکاروں کو ہندوستان کی مہارتوں سے بہرہ مند کریں گے ۔ یہ ہندوستان کے عروج کی ایک علامت ہے۔ یعنی یہ کہ اب ہم بڑی محنت سے حاصل کی ہوئی مہارتوں کو اُن ملکوں کو برآمد کرسکتے ہیں، جو ہندوستان کی زرعی ترقی کے لئے ایک ماڈل سمجھتے ہیں۔ یہ اس بات کی ایک اور پُر زور مثال ہے کہ امریکہ اور ہندوستان کی شراکت داری کس طرح فوری اہمیت کے کسی عالمی چیلنج سے نمٹ سکتی ہے۔

کسی ملک کی دولت کا انحصار چونکہ اُس کے لوگوں کی صحت پر بھی ہوتاہے،اس لئے ہم تپِ دق اور ایچ آئی وی یا ایڈز جیسی بیماریوں کے خلاف ہندوستان کی کوششوں میں بدستور مدد فراہم کرتے رہیں گے۔اور عالمی شراکت داروں کی حیثیت سے ہم فلو کی وَبا کی روک تھام کرتے ہوئے عالمی صحت کو بہتر بنانے کے لئے مل کر کام کریں گے۔اور چونکہ علم اکیسویں صدی کی کرنسی ہے، اس لئے ہم اپنے طلبا اور اپنے اُن کالجوں اور یونیورسٹیوں کے درمیان تبادلوں میں اضافہ کریں گے ، جنہیں دنیا کے بہترین اداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس وقت جبکہ ہم اپنی مشترکہ خوشحالی کے فروغ کے لئے کام کررہے ہیں، ہم ایک دوسرے ترجیحی معاملے میں بھی شراکت داری کرسکتے ہیں ۔ اور وہ ہے ہماری مشترکہ سکیورٹی کا معاملہ۔ میں نے ممبئی میں حوصلہ مند خاندانوں اور وحشیانہ حملے میں زندہ بچ جانے والوں سے ملاقات کی تھی۔اور یہاں پارلیمنٹ میں ، جسے خود اس لئے نشانہ بنایا گیا تھا کہ وہ جمہوریت کی نمائندگی کرتی ہے، ہم گیارہ ستمبر کے ہندوستانی شہریوں اور چھبیس نومبر کے امریکی شہریوں سمیت اُن تمام لوگوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، جنہیں ہم سے چھین لیا گیا۔

یہ وہ بندھن ہے جو ہم میں مشترک ہے۔اسی وجہ سے ہم اس بات پر مُصر ہیں کہ کبھی بھی کوئی چیز بے گناہ مَردوں،عورتوں اور بچّوں کے قتل کا جواز فراہم نہیں کرسکتی۔اسی وجہ سے ہم دہشت گردوں کے حملوں کو روکنےاور اپنے گہرے تعاون کو مزید بڑھانے کے لئے پہلے کسی بھی وقت کے مقابلے میں اب زیادہ قریبی طور پر مل کر کام کررہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے جو ہم توانا اور لچک دار معاشروں کی حیثیت سے خوف کی حالت میں زندگی

گزارنے سے انکار کرتے ہیں۔ہم اُ ن اقدار اور قانون کی حکمرانی کو قربان نہیں کریں گے جو ہماری پہچان ہیں۔اور ہم اپنے لوگوں کے دفاع میں کبھی نہیں لڑکھڑائیں گے۔

القاعدہ اور اُس کے دہشت گرد حلیفوں کے خلاف امریکہ کی جنگ کی وجہ ہی سے ہم افغانستان میں ثابت قدم ہیں، جہاں ترقیاتی کاموں میں ہندوستان کی اہم امداد نے افغان لوگوں کے حالاتِ زندگی کو بہتر بنایا ہے۔ہم طالبان کا زور توڑنے اور افغان فوجوں کو تربیت فراہم کرنے کے مِشن میں آگے بڑھ رہے ہیں تاکہ یہ فوجیں اپنے ملک کے دفاع میں قائدانہ حیثیت حاصل کرسکیں۔اور اگرچہ میں یہ واضح کرچکا ہوں کہ امریکی فوجیں اگلے موسم گرما میں افغانوں کو ذمّے داریاں منتقل کرنا شروع کردیں گی، لیکن میں نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ افغان لوگوں کے لئے امریکہ کا وعدہ برقرار رہے گا ۔ امریکہ افغان لوگوں کو ۔۔ یا اُس خطّے کو۔۔ اُن متشدّد اورانتہا پسند عناصرکے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے گا جو ہم سب کے لئے خطرہ ہیں۔

القاعدہ اور اُس کے حلیفوں کی صفوں میں خلل ڈالنے اور اُنہیں تِتر بِتّر کرنے اور شکست دینے کے لئے ہماری حکمت عملی کو لازمی طور پر سرحدکے دونوں جانب کامیاب ہونا چاہئے۔اور یہی وجہ ہے کہ ہم سرحدی علاقے میں دہشت گرد ٹولوں کے خطرے سے نمٹنے کے لئے حکومتِ پاکستان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے ہیں۔پاکستانی حکومت میں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ یہ ٹولے نہ صرف پاکستان کے باہر خطرہ ہیں بلکہ پاکستانی لوگوں کے لئے بھی خطرہ ہیں۔انہوں نے پچھلے کئی برسوں کے دوران متشدّد انتہا پسند عناصر کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔

اور ہم سب بدستور پاکستان کے لیڈروں پر زور دیتے رہیں گے کہ اُن کی سرحدوں کے اندر دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانے نا قابلِ قبول ہیں اور یہ کہ ممبئی کے حملوں میں جن دہشت گردوں کا ہاتھ تھا ، اُ نہیں لازماً انصاف کے کٹھرے میں لایا جاناچاہئے۔اور ہمیں لازمی طور پر یہ بھی تسلیم کرنا چاہئےکہ ایک ایسےافغانستان اور ایک ایسے پاکستان کے ساتھ ہم سب کا مفاد وابستہ ہے جو مستحکم ہوں، خوشحال ہوں اور جمہوری ہوں۔اور ہندوستان کا مفاد بھی اسی میں ہے۔

علاقائی سلامتی کے لئے کوشاں رہتے ہوئے ہم ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بدستور مکالمے کا خیر مقدم کرتے رہیں گے۔تاہم ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کے دونوں ملکوں کے درمیان تنازعات کو صرف دونوں ملکوں کے لوگ ہی طے کرسکتے ہیں۔

ہندوستان اور امریکہ، مزید وسیع پیمانے پر ایشیا میں شراکت داری کرسکتے ہیں۔ آج امریکہ پُرانے اتحادوں کو مستحکم کرتے ہوئےاور تعلقات میں گہرائی پیدا کرکے، جیسا کہ ہم چین کے ساتھ کررہے ہیں ، ایک بار پھر ایشیا میں قائدانہ کردار ادا کررہا ہے۔اور ہم آسیان جیسی علاقائی تنظیموں کو دوبارہ شاملِ حال کررہے ہیں۔اور مشرقی ایشیا کی سربراہ کانفرنس میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان تنظیموں میں ہندوستان بھی ایک شراکت دار ہے۔آپ کے جنوب مشرقی ایشیائی ہمسایوں کی مانند، ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان نہ صرف "مشرق کی طرف دیکھے" ،بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان مشرق کو شاملِ حال کرے۔ اس لئے کہ اس سےہمارے تمام ملکوں کی سلامتی اور خوشحالی میں اضافہ ہوگا۔

دو عالمی لیڈروں کی حیثیت سےامریکہ اور ہندوستان عالمی سلامتی کے لئے شریکِ کار بن سکتے ہیں ۔۔ خاص طور پر ایک ایسے وقت میں جب ہندوستان اگلے دو برسوں تک سلامتی کونسل میں خدمات انجام دے رہا ہے۔یقیناً امریکہ جس منصفانہ اور دیر پا عالمی نظام کا

خواہاں ہے ، اُس میں ایک ایسی اقوامِ متحدہ شامل ہے، جو عمدہ کارکردگی کی حامل ، موثر ، قابلِ اعتبار اور جائز ہو۔ یہی وجہ ہے جو آج میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں آنے والے برسوں میں اقوامِ متحدہ کی ایک ایسی اصلاح شدہ سلامتی کونسل کے بارے میں پُر اُمید ہوں ، جس میں ہندوستان ایک مستقل رُکن کی حیثیت سے شامل ہوگا۔ (تالیاں)

اب آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ بڑھے ہوئے اختیار کے ساتھ بڑھی ہوئی ذمّے داریاں بھی آتی ہیں۔اقوامِ متحدہ اپنے بانیوں کے اُن تصوّرات کی تکمیل کے لئے قائم ہے، جن کا مقصدامن اور سلامتی کو برقرار رکھنا،عالمی تعاون کو فروغ دینا اور انسانی حقوق کو آگے بڑھانا ہے۔یہ تمام ملکوں کی ذمّے داریاں ہیں۔ لیکن یہ خاص طور پر اُن ملکوں کی ذمّے داریاں ہیں ، جو اکیسویں صدی میں قیادت کرنا چاہتے ہیں۔لہٰذا اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ سلامتی کونسل موثر ہو، اُس کی قرار دادوں پر عمل درآمد ہواور اُس کی پابندیاں نافذ العمل ہوں، ہم ہندوستان اور اُن تمام ملکوں کے ساتھ کام کرنے کے منتظر ہیں جو سلامتی کونسل کی رکنیت کے متمنّی ہیں۔اور یہ کہ ہم اُن بین الاقوامی روایات کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں ، جن میں تمام ملکوں اور تمام افراد کے حقوق اور ذمّے داریوں کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس میں ہماری جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کی ذمّے داری شامل ہے۔میں نے جب سے اپنا منصب سنبھالا ہے، امریکہ نے اپنی قومی سلامتی کی حکمت عملی میں جوہری اسلحہ کے عمل دخل کو کم کردیا ہے اور ہم نے خود اپنے اسلحہ کے ذخائر میں کمی کرنے کے لئے روس کے ساتھ سمجھوتہ کیا ہے۔اور ہم نےجوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ اور جوہری دہشت گردی کی روک تھام کو اپنے جوہری ایجنڈے میں اوّلین حیثیت دے رکھی ہے۔اور ہم نے عالمی سطح پر اسلحہ کے پھیلاؤ کی روک تھام کے اُس انتظام کو مستحکم کیا ہے، جسے این این پی ٹی یعنی جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے انسداد کا سمجھوتہ کہا جاتا ہے۔

امریکہ اور ہندوستان دنیا کے اُ س جوہری سازوسامان کو محفوظ کرنے کے مقصد سے مل کر کام کرسکتے ہیں جس کا غلط ہاتھوں میں چلے جانے کا احتمال ہے۔ہم یہ بات واضح کرسکتے ہیں کہ ہر ملک کو اگر چہ پُر امن مقاصد کے لئے جوہری توانائی کا حق حاصل ہے۔لیکن ہر ملک کو لازمی طور پر اپنی بین الاقوامی ذمّے داریاں بھی پوری کرنی چاہئیں۔ اور ان ملکوں میں اسلامی جمہوریہ ایران بھی شامل ہے۔اور ہم مل کر ایک ایسے تصوّر کے لئے کام کرسکتے ہیں، جسے ہندوستانی لیڈر آزادی کے بعد سے اپنائے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی دنیا کا تصوّر جو جوہری ہتھیاروں سے پاک ہو۔

اور اس بات نے مجھے اب اُس آخری شعبے تک پہنچا دیا ہے، جس میں ہمارے ملک شراکت دار بن سکتے ہیں ۔ اور وہ ہے جمہوری اندازِحکومت کو مستحکم کرنا۔ نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی۔

امریکہ میں میری انتظامیہ نےحکومت کو زیادہ کُھلا، شفّاف اور لوگوں کے سامنے جواب دہ بنانے کے لئے کام کیا ہے۔یہاں ہندوستان میں آپ یہی کچھ کرنے کے لئے ٹیکنالوجیز سے کام لے رہے ہیں، جیسا کہ میں نے کل ممبئی میں ایک نمائش میں دیکھا۔آپ کا اطلاعات تک رسائی کے حق کا عہد ساز قانون، شہریوں کو اُن سروسوں کے حصول کی صلاحیت فراہم کرتے ہوئے با اختیار بنارہا ہے ، جن کے وہ مستحق ہیں۔ (تالیاں) ۔۔اور یہ قانون عہدے داروں کو قابلِ محاسبہ بنا رہا ہے۔ ووٹرز، ٹیکسٹ میسَیج کے ذریعے اُمید واروں کے بارے میں اطلاعات حاصل کرسکتے ہیں۔اور جیسا کہ میں نے کل اُس وقت دیکھا، جب میں نے راجستھان

میں دیہاتیوں کے ساتھ ایک ای پنچایت میں شرکت کی تھی، آپ لوگوں کو تعلیم اور حفظان صحت اور علاج کی خدمات فراہم کررہے ہیں۔

اب ہمارے دونوں ملک کھلی حکومت کے بارے میں ایک نئی شراکتِ کار میں اپنے تجربات کا تبادلہ کریں گے، اس چیز کا تعیّن کریں گے کہ کیا چیز کام کرتی ہے اور اپنے شہریوں کو با اختیار بنانے کے لئے وسائل کی ایک نئی پود تیار کریں گے۔اور اس بات کی ایک اور مثال کے تحت کہ امریکہ اور ہندوستان کی شراکت داری کس طرح عالمی مسائل کے چیلنج سے نمٹ سکتی ہے، ہم ان اختراعات سے معاشرتی تنظیموں اور دنیا بھر کے ملکوں کو مُستفیض کریں گے۔ہم یہ ثابت کریں گے کہ عام مرد اور عورتیں کسی بھی دوسرے طرزِ حکومت کے مقابلے میں جمہوریت سے زیادہ فیض یاب ہوتی ہیں۔

اسی طرح جب ہندوستان کے لوگ ووٹ ڈالتے ہیں تو ساری دنیا دیکھتی ہے۔ ہزاروں سیاسی پارٹیاں، پولنگ کے لاکھوں مراکز، لاکھوں اُمیدوار اور انتخابی کارکن اور ستّر کروڑ ووٹر۔اس سیارے پر اس جیسی اور کوئی چیز نہیں۔ وہ ملک جہاں جمہوریت آرہی ہے ، وہ ہندوستان کے تجربے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس قدر ماہرانہ تجربہ ، جس سے ہندوستان دنیا کو بہر مند کرسکتا ہے۔اور یہ بھی اُس وقت ہی ممکن ہے جب دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ایک عالمی لیڈر کی حیثیت سے اپنے رول کو قبول کرلے۔

دنیا کی دو بڑی جمہوریتوں کی حیثیت سے ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ ہماری اپنی آزادی کی قیمت دوسروں کی آزادی کی خاطر اٹھ کھڑا ہونا ہے۔ (تالیاں)۔ ہندوستانیوں کو یہ بات معلوم ہے، کیوں کہ یہ آپ کے اپنے ملک کی تاریخ میں رقم ہے۔ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد کا آغاز کرنے سے بھی پہلے، گاندھی نے جنوبی افریقہ کے ہندوستانی باشندوں کے حقوق کا پرچم بلند کیا۔ اس وقت جب امریکہ کی طرح دوسرے ممالک ہندوستان کی آزادی کی پشت پناہی کر رہے تھے، ہندوستان نے بھی افریقہ سے لے کر ایشیا تک ان اقوام کے حق خود ارادی کی حمایت کی جو سامراجیت سے آزادی حاصل کر رہی تھیں۔ (تالیاں) امریکہ کے ساتھ ساتھ آپ بھی دنیا بھر میں جمہوری ترقی اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے حامی رہے ہیں۔ اور یہ بھی ہندوستان کی عظمت کا ایک حصہ ہے۔

اب ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ ہر ملک اپنی اپنی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ دانش پر کسی ایک قوم کی اجارہ داری نہیں ہے، اور نہ ہی کسی ملک کو اپنی اقدار کسی دوسرے ملک پر مسلط کرنے کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن جب پر امن جمہوری تحریکوں کو کچلا جاتا ہے -- جیسا کہ مثال کے طور پر، برما میں ہو رہا ہے -- تب دنیا کے جمہوری ممالک خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتے ۔ یہ بات ناقابلِ قبول ہے کہ پر امن مظاہرین کو گولی سے اڑا دیا جائے، یا سیاسی قیدیوں کو عشروں تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند رکھا جائے۔ یہ بات ناقابلِ قبول ہے کہ دیوالیہ حکومتیں اپنے عوام کی تمناؤں کو اپنی حرص اور دیوانگی کی بھینٹ چڑھا دیں۔ یہ بات ناقابلِ قبول ہے کہ انتخابات پر دھاندلی کے ذریعے اثر انداز ہوا جائے، جیسا کہ برما نے کیا ہے اور دنیا بھر نے دیکھا ہے۔

انسانی حقوق کی ایسی شدید خلاف ورزیوں کے پیش نظر بین الاقوامی برادری، خاص طور پر امریکہ اور بھارت جیسے رہنما ملکوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی مذمت کریں۔ اور مجھے دوٹوک بات کہنے کی اجازت دیجیئے، ہندوستان نے بین الاقوامی اجتماعات میں اکثر اوقات اس قسم کے معاملات سے پہلو تہی کی ہے۔ لیکن ان افراد کے حقوق کے لیے آواز بلند

کرنا جو خود ایسا نہیں کر سکتے، دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کسی ملک کی خودمختاری کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ یہ ہمارے جمہوری اصولوں کی پاس داری ہے۔ یہ ان انسانی حقوق کو معنی بخشنا ہے جنہیں ہم آفاقی سمجھتے ہیں۔ اور یہ ایشیا اور دنیا بھر میں اس پیش رفت کی پشت پناہی کرنا ہے جس نے آمریت کو جمہوریت میں تبدیل کرنے میں کردار ادا کیا ہے، اور انجامِ کار دنیا بھر میں ہماری سلامتی میں اضافہ کیا ہے ۔

اس لیے مشترکہ خوش حالی کو فروغ دینا، امن اور سلامتی کو تقویت دینا، جمہوری طرزِ حکمرانی اور انسانی حقوق کو استحکام بخشنا ۔۔ یہ قیادت کی ذمہ داریاں ہیں۔ اور بطورِ بین الاقوامی شراکت کار، یہ وہ قیادت ہے جو امریکہ اور ہندوستان 21 ویں صدی میں دنیا کو بخش سکتے ہیں۔ تاہم یہ تعلق محض دو صدور یا محض دو وزرائے اعظم کے درمیان نہیں ہو سکتا، نہ ہی یہ تعلق پارلیمان کے ایوانوں تک محدود رہ سکتا ہے۔ انجامِ کار، یہ شراکت داری دو عوام کے درمیان ہی قائم ہو سکتی ہے۔ (تالیاں)۔ اس لیے میں اپنی تقریر کا اختتام ہندوستانی عوام سے براہِ راست خطاب پر کرنا چاہتا ہوں جو آج مجھے سن رہے ہیں:

آپ اپنی زندگیوں میں ایسے مصائب سے نبرد آزما ہوئے ہیں جن سے کوئی عام ملک گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتا۔ لیکن محض چند عشروں کے اندر اندر آپ نے ترقی اور تعمیر کی وہ منازل طے کی ہیں جنہیں عبور کرتے کرتے دوسری قوموں کو صدیوں لگ جاتی ہیں۔ اب آپ اقوامِ عالم کی محفل میں ایک رہنما کی حیثیت سے اپنا جائز مقام حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا خواب آپ کے والدین اور ان کے والدین نے دیکھا تھا۔ آپ کے بچے اور ان کے بچے پیچھے مڑ کر دیکھیں گے، لیکن یہ ہندوستانیوں کی موجودہ نسل ہی ہے جو اس لمحے کے امکانات سے بھرپور طریقے سے بہرہ ور ہو سکتی ہے۔

ایسے میں جب آپ اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ہر ہندوستانی شہری یہ بات جان لے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ صرف تماشائی بن کر آپ کا حوصلہ بڑھانے کے لیے باہر سے ہی آواز بلند نہیں کرتا رہے گا، بلکہ ہم آپ کے شانہ بشانہ ہوں گے (تالیاں)۔ اس لیے کہ ہم ہندوستان سے وابستہ توقعات سے آگاہ ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل وہ ہے جو ہم خود تعمیر کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چاہے کسی شخص کا تعلق کہیں سے بھی کیوں نہ ہو، وہ خدا کی طرف سے عنایت کردہ استعداد کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے دلت جاتی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر امبیڈ کر (Dr. Ambedkar) اس مقام تک پہنچے جہاں انہوں نے ہندوستان کا آئین تحریر کیا جو تمام ہندوستانیوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ (تالیاں)

ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے دیہات سے لے کر چاندنی چوک کی گلیوں تک (ہنسی)، یا کولکتہ شہر کے پرانے حصے سے لے کر بنگلور کی بلند و بالا عمارتوں تک، چاہے آپ جہاں بھی رہتے ہوں، آپ کو امن،سلامتی اور وقار سے زندگی گزارنے، تعلیم حاصل کرنے، نوکری پانے اور اپنے بچوں کے لیے بہتر مستقبل فراہم کرنے کا مساوی حق حاصل ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جب قومیں اور تہذیبیں ایسی قدیم عادات و خصائل کو ترک کر دیتی ہیں جو لوگوں کو منقسم رکھتی ہیں، جب ہم اپنی مشترکہ انسانیت سے روشناس ہو جاتے ہیں، تب ہم اپنی مشترکہ تمناؤں کے حصول کی ابتدا کر تے ہیں۔ یہ ایک سادہ سا سبق ہے جو پنچ تنتر (Panchtantra) کی ان کہانیوں میں پنہاں ہے جنہوں نے صدیوں تک ہندوستانیوں کے لیے مشعلِ راہ کا سا کام کیا ہے۔ یہ سبق اس عظیم ہال میں کندہ اس عبارت کا بھی روح و رواں ہے جسے

یہاں داخل ہوتے وقت سبھی دیکھتے ہیں۔ ‘‘یہ میرا ہے، وہ پرایا ہے، یہ چھوٹے دماغوں کا تصور ہے۔ بڑے دل و دماغ والے پوری دنیا کو اپنا خاندان سمجھتے ہیں۔’’

یہ ہندوستان کی کہانی ہے، یہ امریکہ کی کہانی ہے، کہ باہمی اختلافات کے باوجود لوگ ایک دوسرے میں اپنا عکس دیکھ سکتے ہیں، مل کر کام کر سکتے ہیں اور بطور پروقار ممالک اکٹھے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ ہمارے دو ممالک کے درمیان ساجھے داری کی روح سے عبارت ہے کہ اگرچہ ہم ان ادوار کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں جدا رکھا، اگرچہ ہم اس گلوبل دنیا میں اپنی شناخت بھی برقرار رکھنا چاہتے ہیں، پھر بھی ہم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم مل کر کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

اور اگر ہم اس سادہ تصور کو رہنما بنا لیں، اگر ہم گلوبل چیلنجوں سے نمٹنے کے لیےگلوبل شراکت کے اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں جس کا میں نے آج ذکر کیا ہے، تو مجھے ذرا بھر بھی شک نہیں کہ جو بندھن ہم نے آج باندھے ہیں ان کی وجہ سے مستقبل کی ہندوستانی اور امریکی نسلیں ایک ایسی دنیا میں بسیں گی جو زیادہ خوش حال، زیادہ محفوظ اور زیادہ منصفانہ ہو گی۔

اس لیے آپ کا شکریہ اور جے ہند (تالیاں)۔ اور امریکہ ہندوستان شراکت زندہ باد ۔( تالیاں)

6.17 بجے شام، انڈین اسٹینڈرڈ ٹائم